بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۙ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيۡنَ فَرَّقُوۡا دِيۡنَهُمۡ وَكَانُوۡا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزۡبٍۢ بِمَا لَدَيۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: اورنہ ہوجاناتم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جوان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعۃ المبارک

''۱۵فروری ۲۰۱۳ بمطابق ۳ربیع الثانی ۱۴۳۴ھجری''

عنوان

آخرت کے بارے میں ہمارا رویہ اوراس کی اصلاح کی ضرورت

زیر اہتمام: شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد الرحمٰن، نئی آبادی اٹاری سروبہ، لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمداللہ ہمارا کسی فرقہ، کسی مسلک، کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت، لسانیت اور فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کے لیے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہٰذہ ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نورِ قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری کوتاہی ہے۔ اس ادنیٰ سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کے لیے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کے لیے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

زیر نگرانی: محترم جاوید اختر جوہری صاحب

صدر جوہری ٹرسٹ و جامع مسجد الرحمٰن

اب آپ خطبہ جمعۃ المبارک انٹرنیٹ پر بھی دیکھ سکتے ہیں:

www.johritrust.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا ﴿۱۶﴾ وَ الۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی ﴿۱۷﴾ (الاعلیٰ: ۱۶ تا ۱۷)

ترجمہ:

لیکن تم لوگ دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو، {۱۶} حالانکہ آخرت کہیں زیادہ بہتر ہے اور کہیں زیادہ پائیدار ہے۔ {۱۷}

سامعین محترم!

اس وقت مسلمانوں میں دینی حالت کے لحاظ سے تین قسم کے اور تین طرح کے لوگ ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہت تھوڑی تعداد میں تو اللہ کے وہ بندے ہیں جن کی زندگی وہی ہے جو ایک مسلمان کی ہونی چاہیے یعنی ان میں ایمان بھی ہے اور ایمان کی وجہ سے آخرت کی فکر بھی ہے اور اس فکر کی وجہ سے ان کی زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی وفاداری والی زندگی ہے یعنی اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ ان کو فکر اور اہتمام کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور جن کاموں سے بچنے کا حکم دیا ہے ان سے بچتے ہیں اور اگر کبھی شیطان یا نفس کے بہکانے سے ان سے کوئی نادانی اور غلطی ہو جائے تو اللہ سے توبہ و استغفار کرتے ہیں میں نے جیسا کہ عرض کیا مسلمانوں میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندوں کی تعداد بہت کم ہے، میرا اندازہ ہے شاید ان کی تعداد ایک سے دو فیصد ہو، تاہم ابھی یہ امت ایسے بندگان خدا سے خالی نہیں ہوئی ہے اور قریب قریب ہر ملک اور ہر علاقے میں اللہ کے ایسے وفادار اور فرمانبردار بندے موجود ہیں اور اصلی و حقیقی مسلمان دراصل یہی ہیں۔

اور ان کے مقابلے میں سب سے بڑی تعداد مسلمان کہلانے والوں میں اب ان لوگوں کی ہے جن کا اسلام سے نہ علمی تعلق ہے اور نہ عملی تعلق ہے، یعنی انھیں نہ جاننے کی فکر ہے کہ اسلام کیا ہے اور ہم سے کیا چاہتا ہے اور نہ اپنی عملی زندگی میں انھوں نے اسلامی احکام کی پابندی اور فرمانبرداری کا فیصلہ کیا ہے۔ ان لوگوں کے مسلمان ہونے کا مطلب بس اتنا ہے کہ اسلام کے منکر اور کافر نہیں ہیں۔ اور ان کے باپ دادا کا جو دین رہا ہے یعنی اسلام اس کو سچا اور اچھا سمجھتے ہیں۔ باقی اس سے آگے نہ وہ جانتے ہیں نہ سوچتے ہیں۔

دو طبقے تو مسلمانوں کے یہ ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے اور تیسرا طبقہ ان دونوں کے درمیان والا ہے۔ یعنی نہ تو پہلے طبقے کی طرح ان میں اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کی فرمانبرداری کی پوری فکر ہے اور نہ دوسرے طبقہ کی طرح دین کی طرف سے بالکل بے پرواہ اور صرف نام کے مسلمان ہیں، بلکہ ان کا حال یہ ہے کہ وہ دین سے کچھ باخبر بھی ہیں ان کو دین سے کچھ دلچسپی بھی ہے اور اسلام کے بعض احکام پر عمل بھی کرتے ہیں، لیکن ایک سچے مسلمان کی طرح اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے ہر حکم پر چلنے کو اور ہر معاملہ میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی ہدایت کی پیروی کرنے کو انھوں نے اپنی زندگی کا اصول نہیں بنایا ہے۔ اس لیے بہت سے کام وہ اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کے خلاف کرتے ہیں۔ مثلاً نماز پڑھتے تو ہیں مگر پابندی سے پانچوں وقت کی نہیں پڑھتے یا زکوٰۃ ادا تو کرتے ہیں مگر پوری نہیں۔ یا نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ رشوت لیتے ہیں یا جھوٹی گواہیاں دیتے ہیں یا تجارت اور سوداگری میں بد یانتی کرتے ہیں۔

الغرض ان کا حال یہ ہے کہ وہ مسلمان تو ہیں اور ان کو اسلام سے محبت اور دلچسپی بھی ہے، لیکن انھوں نے اپنے آپ کو اسلامی احکام اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایات کا پوری طرح پابند نہیں کیا ہے، اس لیے ان کی زندگی اور ان کی عادات میں کچھ چیزیں اسلامی تعلیم کے مطابق بھی ہیں اور کچھ باتیں اس کے خلاف بھی ہیں۔ یہ تیسرا طبقہ جس طرح اپنی دینی حالت کے لحاظ سے درمیانی ہے اسی طرح اپنی تعداد کے لحاظ سے بھی درمیانی ہے۔

حضرات! میری گزارش سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ اس وقت مسلمان کہلانے والی قوم اور امت کا دینی حالت کے لحاظ سے اجتماعی نقشہ یہ ہے کہ ان میں مشکل سے دو چار فیصد ہیں جو ایسے حال میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور اس کی رحمت اور فضل خاص کے مستحق ہیں اور باقی ۹۰ فیصد سے زیادہ کا حال ایسا ہے کہ وہ اللہ کے غضب کو زیادہ کھینچنے والا ہے۔ گویا شر خیر سے اور فساد صلاح سے دسوں گنا زیادہ ہے اور امت کی اس اجتماعی حالت کے تین نتیجے ہیں:

ایک نتیجہ تو یہ ہے کہ یہ امت اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور مدد سے محروم کردی گئی ،ایک وہ وقت تھا کہ مٹھی بھر مسلمان ساری دنیا کے مقابلے میں بھاری تھے ،جدھر قدم اٹھتے تھے آسمانی نصرت ساتھ ساتھ چلتی تھی اور ہر میدان میں ’’نصر من اللہ وفتح قریب‘‘ کا وعدہ پورا ہوتا تھا،اور یہ حال ہے کہ ایک ایک ملک میں کئی کئی کروڑ مسلمان ہیں اس کے باوجود ان کا کوئی وزن نہیں اور کوئی اثر نہیں ہے اللہ کی مدد سے موجودہ دور کے مسلمانوں کی محرومی کی ایک نہایت عبرتناک اور سبق آموز مثال اسرائیل کے خلاف عرب حکومتوں کی بے بسی ہے۔ میں نے ایک مثال دی ہے ورنہ مسلمانان عالم پر ہر روز جو کچھ گزرتی ہے اور عالم اسلامی میں آئے دن جو واقعات پیش آتے ہیں وہ اس حقیقت کا روشن ثبوت ہیں کہ اس دور میں مسلمان من حیث القوم اللہ کی خاص مدد سے محروم ہیں۔ وہ ایک وقت تھا کہ مسلمان قوم کی مصلحت کا تقاضہ اگر تیز ہواؤں کے لئے ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیز ہوائیں اور آندھیاں چھوڑ دی جاتی اور جب مسلمانوں کی مصلحت اس میں ہوتی کہ ہوا ساکن ہوجائے تو ہوا ساکن کردی جاتی اور جب مسلمانوں کے حالات کا تقاضا یہ ہوتا کہ بارش ہوجائے تو آسمان سے بارش برستی اور جب بارش کے روک دیئے جانے میں مسلمانوں کی مصلحت ہوتی ات بارشیں روک سی جاتیں۔

بہرحال جب مسلمانوں کی اجتماعی زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت والی زندگی تھی تو اللہ زمین وآسمان کی مخفی طاقتوں سے ان کی مدد کرتا تھا اور اس کے نتیجے وہ ہوتے تھے جو ہم قرن اول کی تاریخ میں پڑھتے ہیں اور جب مسلمانوں کی زندگی میں شر اور فساد کا غلبہ ہوگیا اوان کی اجتماعی حالت رحمت اور نصرت کے قابل نہیں رہی تو اللہ تعالیٰ اپنے ازلی قانون کے مطابق ان کو اپنی مدد سے محروم کردیا۔ اور اب دنیا میں ان کی حالت وہ ہے جو ہم اور آپ آج پوری دینا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ۔

پس مسلمانوں کی اس بگڑی ہوئی حالت کی ایک سزا تو خداوندی مدد سے محرومی ہے جو مدتوں سے اس دنیا میں ان کو مل رہی ہے،اور دوسری سزا مرنے کے بعد قبر اور حشر کی سختیاں اور پھر خدانخواستہ دوزخ کا عذاب ہے جو دنیا کی ساری ذلتوں اور مصیبتوں سے ہزار گنا زیادہ تکلیف دینے ولا ہے،البتہ دنیا اور آخرت کی سزا و جزا کے میں یہ فرق ہے کہ دنیا میں کسی قوم کے ساتھ اللہ کا معاملہ اس کی عام حالت اور مجموعی حیثیت کے لحاظ سے ہوتا ہے اور آخرت میں ہر شخص کے ساتھ اس کے اعمال کے مطابق معاملہ ہوگا۔

بہرحال اگر ہم نے اپنی دینی حالت درست نہ کی اور ہماری زندگی میں خدا فراموشی اور نافرمانی کا غلبہ رہا تو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی یقینی اطلاع ہے کہ مرنے کے بعد کی منزلوں میں ہمیں سخت تکلیفیں اور بہت دردناک سزائیں بھگتنی پڑیں گی ،ایسی تکلیفیں اور سزائیں جن کا ایک لحہ بھی اس دنیا کی ساری عمر کی تکلیفوں اور دکھوں سے زیادہ تکلیف دہ ہوگا۔

وَالْعَذَابُ الْاٰخِرَةُ اَشَدُّ وَ اَبْقٰی ’’اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور باقی رہنے والا ہے‘‘

اللہ پاک کی مقدس کتاب اور اس کے صادق ومصدوق رسول ﷺ نے ہم کو خبردار کیا تھا کہ اگر تم نے بجائے اطاعت وفرمانبرداری کے نافرمانی کی زندگی اختیار کی تو دنیا میں رحمت و مدد سے محروم کئے جاؤ گے اور ذلتیں اٹھاؤ گے اور ٹھوکریں کھاؤ گے اور مرنے کے بعد قبر اور حشر میں ایسی تکلیفوں اور دکھوں میں مبتلا کئے جاؤ گے اور اس کے بعد اگر دوزخ میں ڈالے گئے تو وہاں ایسے ایسے سخت عذاب دیکھو گے۔

پس دنیا کے بارے میں جو کچھ ہم سے فرمایا گیا تھا، وہ سب ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اور ہمیں یقین کرنا چاہیے کہ جو کچھ آخرت کے بارے میں فرمایا گیا ہے وہ بھی اسی طرح آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔

تیسرا نتیجہ جو میں ذکر کرنا چاہتا ہوں ،وہ یہ ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیامت تک پیدا ہونے والے سارے انسانوں کے لیے اور سب ملکوں اور سب قوموں کے لیے رسول بن کر آئے تھے، جب آپ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو اس کام کی پوری ذمہ داری ہمیشہ کے لیے امت کی طرف منتقل فرما کے تشریف لے گئے چنانچہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت اس کی ذمہ دار ہے کہ آپ ﷺ کے اس مشن کو آگے بڑھانے کے لیے برابر جدو جہد کرتی رہے۔

لیکن اب مدت دراز سے صورت یہ ہے کہ خود آپ ﷺ کی امت کی حالت آپ ﷺ کے اس مشن کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ جو لوگ انسانوں کے مزاج اور ان فطرت سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ دنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہیں جو تحقیق اور مطالعہ سے یا کوئی دعوتی اور تبلیغی تقریر سن کر کسی دین کو قبول کرلیں لیکن اگر کسی دین کے ماننے والوں کی عام عملی اور اخلاقی حالت دنیا میں ممتاز ہو اور ان کی زندگی اور سیرت یہ شہادت دیتی ہو کہ ان کا دین بہترین دین ہیا ور یہ اللہ تعالیٰ کے اچھے بندے ہیں تو افراد ہی نہیں، بلکہ قومیں کی قومیں اور ملک کے ملک ان سے متاثر ہو کر ان کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں صحابہؓ کرام کے زمانے میں اسلام ملکی فتوحات کے ساتھ نہیں پھیلا بلکہ جب کوئی ملک فتح ہوا اور اس کا نظم ونسق مسلمانوں نے سنبھالا اور وہاں کے عوام کا ان مسلمان حکمرانوں سے واسطہ پڑتا تو ان کی پاک اور خدا پرستانہ زندگی سے متاثر ہو کر وہاں کے عوامی طبقوں نے اسلام کو اپنا دین بنانے کا فیصلہ کیا۔

اب ایک بات اس سلسلے میں اور کہنا چاہتا ہوں جو بہت کڑوی ہے لیکن اپنی جگہ بالکل حقیقت ہے اس کو غور سے سنیں اور ٹھنڈے دل سے سوچیں۔ اسلام کے دشمنوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف بہت کچھ زہر اگلا ہے، اور یہ تقریباً ہر دور میں دشمن اسلام نے کیا ہے، اور ہمیں یہ معلوم ہے کہ اسلام کو بدنام کرنے اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے تحریر وتقریر کا یہ شیطانی سلسلہ اب تک جاری ہے، اور جب کبھی ہمیں اور آپ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی دریدہ دہن انسان نے اسلام کو یا پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات اقدس کو اپنی شیطنت اور بدتمیزی کا نشانہ بنایا ہے، تو ہمارا خون کھول جاتا ہے، اور جذبات پر قابو رکھنا ہمارے لیے مشکل ہو جاتا ہے، اور بلاشبہ یہ ہمارے ایمان کا تقاضہ ہے ایسا ہونا چاہیے، لیکن خدارا یہ سوچیئے کہ دشمنوں کی کسی کتاب، کسی مضمون، اور کسی تقریر نے بھی دنیا کو اسلام کی طرف اور پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف آنے سے اتنا روکا ہے، جتنا کہ مسلمانوں کی کی بداعمالیوں نے روکا ہے-------------

-------------؟ دنیا کی قومیں جو مسلمانوں کے خلاف ہیں-------------مسلمان ہر جگہ بدنام ہے-----------دشمن ہر طرف سے مسلمان پر حملہ آور ہے-----------، خدارا بتائیے! کہ اس میں دشمنان اسلام کی کتابوں، تقریروں اور مضمونوں کا زیادہ عمل دخل ہے یا ہماری بداعمالیوں کا -------------؟ پھر ہمیں اپنے اوپر غصہ کیوں نہیں آتا----؟ ہم اپنی اس زندگی کے خلاف جنگ کیوں نہیں کرتے جو اسلام کے خلاف دنیا کے سامنے ایک کھلی ہوئی گواہی کی حیثیت رکھتی ہے۔

میرے بھائیو! دشمنان اسلام، اسلام کے یا رسول اللہ ﷺ کے خلاف جو ناپاک کتاب یا مضمون لکھتے ہیں اس کو خاص خاص ہی لوگ پڑھتے ہیں اور جو پڑھتے ہیں وہ بھی بس ایک دفعہ پڑھ کر رکھ دیتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی بگڑی ہوئی زندگی وہ کھلی کتاب ہے، بلکہ وہ پوسٹر ہے جسے دنیا میں ہر جگہ پڑھا بھی جا رہا ہے اور دیکھا بھی جا رہا ہے، پس اگر واقعی ہی اسلام سے محبت ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس سے ایمانی تعلق ہے تو اس صورت حال کو بدلنے کے لیے ہمیں جان کی بازی لگا دینی چاہیے۔

اب ہمیں کرنا کیا ہے؟ کہ اس صورت حال کو بدل سکیں، اس حوالے اس وقت صرف یہ عرض کروں گا، کہ آپ ہر شخص دو باتوں کا فیصلہ کرلے، ایک یہ کہ وہ اپنی زندگی کو درست کرنے کی کوشش کرے گا، دوسری یہ کہ وہ اپنے حالات اور اپنی صلاحیت کے مطابق اپنے دوسرے بھائیوں میں بھی اس کے لئے کوشش کرے گا، اپنی زندگی کی درستگی کا مسئلہ کوئی بہت مشکل اور ٹیڑھا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ سیدھا اور آسان ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری میں اب تک جو کوتاہیاں غفلت سے یا نفس کی شرارت سے ہوئیں ہیں ان سے سچے دل کے ساتھ توبہ کی جائے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی جائے اور آئندہ کے لیے اطاعت وفرمانبرداری کا پختہ ارادہ اور عہد کرلیا جائے، اگر آپ نے ایسا کرلیا تو آپ نے اپنی زندگی کی درستی کا سامان کرلیا، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ٹوٹا ہوا رشتہ جوڑ لیا۔ اسی کے ساتھ آپ سے یہ بھی عرض کروں کہ اس توبہ کے ساتھ آپ اپنے کو چند ایسی باتوں کا پابند بنالیں جن سے توبہ پر استقامت پر آپ کو مدد ملے اور اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ آپ کا تعلق برابر بڑھتا رہے اور آپ کے دین میں برابر ترقی ہوتی رہے-----------پہلے نمبر پر کلمہ طیبہ جس میں توحید ورسالت کی شہادت ہے اپنے آپ کو اس کا عادی بنائیں، دھیان اور عہد وپیمان کے طور پر اس کا ذکر ضرور کیا کریں، دوسری نماز کی پابندی کریں اور تیسری چیز کچھ وقت کے نکال کر اپنا احتساب آخرت کے اعتبار سے ضرور کریں، اللہ عمل کی توفیق دے (آمین)

ھٰذا ما عندی و علم عند اللہ عزّ و جلّ

دُعائیں

اے رب العرش العظیم ہماری آنکھوں کی روشنی کو قرآنی الفاظ سے تیز فرمادے

اے رب العرش العظیم ہمارے کانوں میں اپنے دین کی مٹھاس بھر دے

اے رب العرش العظیم ہماری زبانوں کو اپنے نور کی مٹھاس سے بھر دے

اے رب العرش العظیم ہمارے دلوں کو اپنے نور سے منور کر دے

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن صور پھونکا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن حساب کتاب کے بعد اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن چہرے سیاہ کر دیے جائے گے

اے رب العرش العظیم ہماری مدد فرما

اے رب العرش العظیم ہمیں سیدھا راستہ دیکھا

فانصر علی القوم الکافرین

فانصر علی القوم الظالمین

فانصر علی القوم المشرکین

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسداں بھی مسلمان تھے دنیا میں ہرنئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں۔ پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جارہی ہے۔ آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تاکہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ میراث واپس مل جائے اور عظمت رفتہ بحال ہوجائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہؓ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ